رمضان المبارک

کے

فضائل و احکام

تالیف:

شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ صاحب مبارکپوری

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سرینگر کشمیر

مفت تقسیم کے لئے

رمضان المبارک
کے
فضائل و احکام

تالیف:

شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ صاحب مبارکپوری

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل۔ بربرشاہ۔ سری نگر کشمیر

پیشِ لفظ

آج جب کہ اسلام کو ہر طرف سے خطرات نے آگھیرا ہے ، مادیت وراسمالیت کے یلغار نے روح اسلام کو مجروح کر دیا ہے اس کے صاف وشفاف جسم کو داغ دار کر دیا ہے تو ضرورت ہے کہ اس کے زخم جگر کو دھویا جائے ، اس کے پاک جسم سے بدنما دھبوں کو چھڑایا جائے اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کو عام کیا جائے ۔

اسی مقصد کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کا ایک باکردار ادارہ "سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ" جموں وکشمیر نے اصلاح عمل وعقیدہ، فکر اسلامی کی تطہیر اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کیلئے حتی المقدور جدوجہد کر رہا ہے کبھی اہم دینی کتابوں کو چھاپ کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتا ہے جسکے مطالعہ سے بیشمار لوگوں کو صحیح دین کی سمجھ مل رہی ہے یہ خیراتی ادارہ ہر طرح سے مسلمانوں کی خدمت کرتے رہنا اپنا فرض سمجھتا ہے ۔ عام مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ اس کام میں شریک ہو کر فلاح دارین حاصل کریں ۔

چیرمین

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ، جموں وکشمیر

جمعیۃ منزل ہر برشاہ ، سری نگر کشمیر ۱۹۰۰۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزے کی فرضیت پر

رمضان مبارک کے فضائل ، عقلی دلائل اور فلسفیانہ حکمت و مصلحت سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ رمضان کے وہ فضائل اور منافع ، احکام و مسائل مختصر طور پر ذکر کر دیں جو صحیح احادیث اور مستند آثار سے ثابت ہیں۔

(۱) جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(۲) جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے (بخاری)

(۳) انسان کے ہر نیک عمل کا دس گنا ثواب ملتا ہے اور یہ ثواب سات سو گنا تک بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، روزہ کے حکم ثواب کے بارے میں جدا گانہ ہے کیونکہ بندہ میرے ہی لیے روزہ رکھتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا وہ محض میری خاطر اپنی خواہش کی چیزوں اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کو دو خوشی حاصل

حاصل ہوتی، ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری جب اس کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے اچھی ہے۔ اور روزہ برے کاموں اور عذاب الٰہی سے بچاؤ اور ڈھال ہے۔

افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو اس بابرکت اور مقدس مہینہ کو لہو و لعب، فسق و فجور، برائی، بے حیائی اور غفلت و بے پروائی میں گزار دیتے ہیں اور اس مبارک مہینہ کی رحمتوں اور برکتوں کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کتنے مسلمان ہیں جو روزہ نہیں رکھتے اور اس سے بچنے کے لیے طرح طرح کے حیلے اور بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو رمضان کا مہینہ دور دراز شہروں میں رہنے والے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملنے کے لیے مخصوص کر لیتے ہیں اور رمضان میں مسافر بن کر پورا مہینہ اسی سفر میں بغیر روزہ کے گزار دیتے ہیں اور روزہ نہ رکھنے پر سفر کا عذر پیش کرتے ہیں۔ دنیا میں تو انسانوں کو دھوکا دینے کے لیے بیماری اور سفر کے بہانے کام آجائیں گے، مگر خالق عالم ظاہر و باطن، دل اور زبان کی حالتوں سے آگاہ ہے اس کے سامنے کیا جواب دیں گے، ایسے لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وعید اپنے سامنے رکھنی چاہیے آپ نے فرمایا کہ:

شعبان کی تیسویں رات کو

مشکوک دن میں روزے کا حکم: غبار یا بادل کی وجہ سے مطلع صاف نہ ہوا ور چاند دکھائی نہ دے اور نہ دوسرے مقام چاند دیکھے جانے کی اطلاع آئے تو وہ رات شعبان کی ہوگی اور اس سے اگلا دن شعبان کا سمجھا جائے گا اور اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہوگا

فرمایا: فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین. (بخاری و مسلم)

پس غبار یا ابر کی وجہ سے چاند نہ دیکھنے کی صورت میں یہ خیال کر کے روزہ رکھنا کہ اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا ورنہ نفل ہوگا، غلط اور باطل ہے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ نے فرمایا کہ جس نے شک کے دن میں روزے رکھا، اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

حاصل یہ کہ شعبان کی آخری تاریخ اگر مشکوک ہو تو اس میں روزہ نہ رکھا جائے اور اس کو رمضان میں نہ شمار کیا جائے۔ چاند کو چھوٹا بڑا دیکھ کر بھی شک نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جس دن چاند دکھا گیا ہے، اسی دن کا سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح رمضان کے استقبال میں چاند دیکھنے سے پہلے ایک یا دو روزے بھی رکھنا ناجائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر کسی اور دنوں میں نفلی روزہ

رکھنے کی عادت تھی، اتفاقاً نہ رکھ سکا، یا کسی شخص کی ہر ماہ کے آخر میں نفلی روزے رکھنے کی عادت ہے تو ایسی صورت میں اجازت ہے کہ وہ آخری تاریخوں میں روزہ رکھ لے۔

روزہ کی نیت کا حکم: ہر عبادت کی صحت کے لیے نیت شرعی شرط ہے، پس روزے کا صحیح ہونا بھی نیت شرعی کے ساتھ مشروط ہے خواہ روزہ نفلی ہو فرض، رمضان کا ہو یا نذر کا ادا ہو یا قضا اور نفلی روزہ کے علاوہ ہر قسم کے روزہ کے لیے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے نیت کر لینا ضروری ہے۔ لیکن نفلی روزہ کے لیے اگر سورج ڈھلنے سے پہلے بھی نیت کر لی تو روزہ صحیح ہو جائے گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ (ترمذی وغیرہ)

یہ حدیث اگرچہ فرض و نفل ہر قسم کے روزوں کو شامل ہے لیکن نفلی روزہ اس حدیث کے حکم سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور پوچھتے، کیا صبح کا کھانا ہے؟ میں عرض کرتی، نہیں، تو آپ فرماتے کہ میں روزہ رکھوں گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میں تب تو روزہ رکھوں گا۔

یہاں یہ بھی جان لیجیے کہ ہر روزہ کے لیے نیت ضروری ہے، صرف پہلی رات کی نیت تمام روزوں کے لیے کافی نہیں ہوگی۔ اور نیت،

زبان سے لفظوں میں کہنے کی ضرورت نہیں ہے، دل میں نیت کرلینا کافی ہے کیونکہ نیت کا تعلق دل سے ہے زبان سے نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

سحری کھانے کی فضیلت : فرمایا کہ، سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (بخاری و مسلم)

دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا کہ ہمارے روزہ اور اہلِ کتاب عیسائی و یہودی کے روزہ کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری کھانا ہے۔ (مسلم) یعنی اہلِ کتاب بغیر سحری کھائے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔

سحری کھانے کی فضیلت میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں، ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کھانا باعث خیر و برکت ہے، لہذا سحری چھوڑنی نہیں چاہیے، کچھ نہیں تو ایک کھجور اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی ہی سحری کے وقت پی لینا چاہیے۔

سحری دیر کرکے کھانے کی مسنونیت اور فضیلت :

آج کل عام طور پر لوگ اس ڈر سے کہ آخر شب میں بیدار نہ ہوسکیں گے اور اس صورت میں سارے گھر والے بغیر سحری کے روزہ رکھیں گے ایک یا دو بجے شب میں ہی سحری کھالیتے ہیں یا نصف رات کو سحری کا وقت سمجھ کر بھی بعض لوگ ایسا کرتے ہیں اور جب مختلف غذاؤں سے

شکم پُر کر لیتے ہیں اور پان وسگریٹ وغیرہ سے فارغ ہو کر سوتے ہیں تو کھانے کے نشہ میں خوب گہری اور زبردست نیند آنے کے باعث فجر کی نماز اول وقت (غلس) میں تو ادا کرنا درکنار آخر وقت میں بھی نہیں پڑھ سکتے اور اس کی وجہ سے دوہرے خسارے اور نقصان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ فجر کی نماز یا تو قضا ہو جاتی ہے یا مکروہ وقت میں ادا کرتے ہیں، اور سحری کا مسنون طریقہ اور وقت چھوڑ دیتے ہیں۔ سحری کا مسنون وقت اور طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے، صبح کاذب میں یا اس سے کچھ پہلے کھانا چاہیے، حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھاتے تھے، پھر نماز فجر کے لیے کھڑے ہوتے تھے، لوگوں نے پوچھا کہ سحری کھانے اور نماز کے کھڑے ہونے کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا تھا تو فرمایا کہ دونوں کے درمیان پچاس آیت پڑھنے کے برابر فاصلہ ہوتا تھا۔ (ترمذی)

ہاں آخری شب میں سحری کھانے والوں کو خیال رکھنا چاہیے کہ کھانا، چائے پان وغیرہ میں مشغول رہ کر اس طرح بے خبر نہ ہو جائیں کہ صبح صادق ہو گئی ہو اور وہ اسی شغل میں منہمک ہوں۔

جب سورج غروب

وقت ہوتے ہی افطار کر دینا چاہیے: ہو جائے اور مشرق

سے سیاہی نمودار ہو جائے تو روزہ افطار کر دینا چاہیے اور بلا وجہ شک میں پڑ کر دیر نہیں کرنی چاہیے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات سامنے آئے (یعنی مشرق سے سیاہی نمودار ہو جائے) اور دن پیٹھ پھیرے اور آفتاب غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرنے کا وقت آ گیا۔ (بخاری، مسلم) آپ نے فرمایا کہ لوگ جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے بھلائی میں رہیں گے۔ (بخاری، مسلم)۔ حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سب بندوں سے پیارا مجھ کو وہ بندہ ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

لیکن جلدی کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے یا اس کے غروب ہونے میں شک و تردد ہونے کے باوجود افطار کر دیا جائے، غرض یہ ہے کہ افراط و تفریط سے بچنا چاہیے۔

روزہ افطار کرنے کی دعا: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (ابوداؤد) اے اللہ تیرے لیے ہی میں نے روزہ رکھا اور تیری ہی دی ہوئی رزق سے افطار کیا۔

دوسری دعا:- ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (ابوداؤد)۔ پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہو گئیں اور ثواب لازم و ثابت ہو گیا اگر خدا نے چاہا۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہیے: روزہ افطار کرنا تر و تازہ کھجوروں سے افضل ہے
اگر تر و تازہ نہ ملیں تو خشک کھجوروں سے افطار کیا جائے اور اگر یہ بھی میسر نہ
ہو تو پانی سے افطار کیا جائے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور
صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے
اگر تازہ نہ ملتیں تو خشک سے افطار کرتے، اگر یہ بھی میسر نہ ہوتیں تو پانی
کے چند گھونٹ پی لیتے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

ایک دوسری حدیث میں نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جب کوئی روزہ افطار
کرنا چاہے تو کھجور سے افطار کرے کہ وہ باعثِ نفع و برکت ہے، اگر
کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کہ وہ طاہر و مطہر ہے (ترمذی، ابوداود)

کسی دوسرے روزہ دار کا روزہ افطار کرانے کا ثواب: روزہ افطار کرانا بڑے ثواب
کا کام ہے۔ پس دوست و احباب، خویش و اقارب کے ساتھ، فقراء
و مساکین، مسافر اور بیوہ عورتوں کا روزہ افطار کرا کے ثوابِ اُخروی
حاصل کرنے میں سبقت کرنی چاہیے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس شخص نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اس کے گناہ
معاف ہو جائیں گے اور وہ دوزخ سے آزاد ہو جائے گا، اور اس
کو روزہ دار کے اجر کے برابر اجر ملے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے

اجر میں کچھ کمی واقع ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم میں کا ہر شخص ایسا
نہیں ہے جو روزہ افطار کرا سکے، آپ نے فرمایا کہ یہ اجر اللہ تعالیٰ ہر
اس شخص کو دے گا جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور
یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرا دے، اور جس شخص نے کسی روزہ دار
کو خوب آسودہ اور سیر کر دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے
حوض کوثر سے اتنا پلا دے گا کہ وہ پیاسا نہیں ہوگا، یہاں تک کہ
جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (بیہقی)

تر یا خشک مسواک دن کے

روزہ جن امور سے نہیں ٹوٹتا: کسی حصہ میں کرنا، سرمہ
لگانا، اور آنکھ میں دوا ڈالنا، سر یا بدن میں تیل ملنا، خوشبو لگانا
سر پر کپڑا تر کر کے رکھنا، فصد لینا، پچھنا لگوانا، بشرطیکہ کمزوری کا خوف
نہ ہو، ایسا انجکشن لگوانا، جو قوت اور غذا کا کام نہ دے۔ ضرورت کے
وقت ہانڈی کا نمک چکھ لینا، اور فوراً تھوک کر کلی کر لینا۔ صبح صادق
کے بعد جنابت کا غسل کرنا، مرد کا بیوی سے بوس و کنار کرنا، بشرطیکہ اپنے
کو قابو میں رکھ سکتا ہو اور جماع واقع ہونے کا خوف نہ ہو، دن
میں احتلام ہو جانا، عورت دیکھ کر انزال ہو جانا، خود بخود قے آ جانا
خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ، تالاب وغیرہ میں غسل کرنا، بشرطیکہ غوطہ لگانے
کی صورت میں ناک یا منہ کے ذریعہ حلق کے اندر پانی نہ جائے، ناک

میں پانی ڈالنا، بغیر مبالغہ کے۔ ناک کی رینٹھ کا اندر ہی اندر حلق
کے راستے سے نیچے اتر جانا۔ ناک میں پانی ڈالنے میں بغیر قصد و ارادہ
پانی کا ناک سے حلق میں اتر جانا۔ کلی کرنا، بلا مبالغہ کے۔ کلی کرنے کے
بعد منہ میں پانی کی تری کا تھوک کے ساتھ اندر چلا جانا۔ کلی کرتے وقت
بلا قصد و ارادہ پانی کا حلق میں اتر جانا۔ مکھی کا حلق میں چلا جانا
منہ میں جمع شدہ تھوک کو پی جانا، مگر ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ مسوڑھے کا
خون تھوک کے ساتھ اندر چلا جانا۔ ذکر میں پچکاری کے ذریعہ دوا وغیرہ
کو داخل کرنا، بھول کر کھا پی لینا۔ غبار، دھوئیں یا آٹے کا اڑ کر حلق
کے اندر چلا جانا، مونچھوں میں تیل لگانا۔ کان میں تیل یا پانی ڈالنا
اور سلائی داخل کرنا، دانت میں اٹکے ہوئے گوشت یا کھانے کا
ریزہ جو محسوس نہ ہو اور منتشر ہو کر رہ جائے، حلق کے اندر اتر جانا

دانستہ قصداً کھانا پینا

روزہ جن امور سے ٹوٹ جاتا ہے : خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ،
دانستہ جماع کرنا، قصداً قے کرنا تھوڑی ہو زیادہ، حقہ، بیڑی
یا سگریٹ پینا، پان کھانا۔ مبالغہ کے ساتھ ناک میں پانی یا دوا چڑھانا
یہاں تک کہ حلق کے نیچے اتر جائے۔ کھانا پینا یا جماع کرنا یہ سمجھ کر یا
یہ خیال کر کے کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے، حالانکہ صبح ہو چکی تھی
یا سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ منہ کے علاوہ کسی زخم کے راستہ سے

نلکی کے ذریعہ غذا یا دوا پہنچانی، حقنہ کرنا۔ ان سب صورتوں میں ٹوٹے ہوئے روزہ کی قضا رکھنی ضروری ہے، اور دانستہ بیوی سے جماع کر لینے کی صورت میں قضا کے ساتھ کفارہ دینا بھی ضروری ہے۔ کفارہ ایک مسلمان لونڈی یا غلام کا آزاد کرنا ہے، اگر اس کی قدرت نہ ہو تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

بیمار، مسافر، حاملہ اور مرضعہ کے لیے شرعی رخصت:

اگر مسافر، بیمار اور حاملہ کو روزہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف پہونچتی ہو اور دودھ پلانے والی عورت کو دودھ کے خشک ہو جانے کا خوف ہو تو ان لوگوں کو شریعت کی طرف سے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں بلکہ مسافر کے لیے ایسی صورت میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نماز میں قصر کرنے کی اجازت دی ہے، اور مسافر، حاملہ و مرضعہ کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دیدی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

اگر سفر میں تکلیف نہ ہو اور بیماری، حمل اور دودھ پلانے کی حالتوں میں روزہ رکھنے سے ضرر اور مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے اور جس طرح مسافر کو یا بیمار کو روزہ کی قضا کرنی ہوتی ہے، اسی طرح حاملہ

کو وضع حمل کے بعد جب روزہ رکھنے کی طاقت ہو، اور مرضعہ کو جب دودھ خشک ہوجانے کا خوف جاتا رہے، چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کرنی چاہیے

روزے کا ثمرہ اور مقصد: قرآن پاک نے روزہ کے حکم کے موقع پر ہم کو روزے کے تین نتائج بتلائے ہیں۔ اتقاء، تکبیر، تشکر۔ انسانی کاموں کا حقیقی وجود ان کے نتیجوں اور ثمروں کا وجود ہے۔ اگر نتیجہ اور ثمرہ ظاہر نہیں ہوا تو سمجھنا چاہیے کہ وہ کام بھی نہیں ہوا۔ اگر بیمار کو حکیم نے دوا دی لیکن جس فائدے کے لیے دی تھی وہ فائدہ حاصل نہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ حکیم نے دوا نہیں دی۔ اسی طرح روزہ کو ہمارا روحانی علاج سمجھنا چاہیے پس اگر روزہ روحانی شفا یعنی تقویٰ، تسبیح و تکبیر نہ حاصل ہو تو حقیقت میں وہ روزہ نہیں ہے بلکہ فاقہ ہے اور ایسا روزہ دار فاقہ کش ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کتنے روزہ دار ہیں جن کو اپنے روزہ سے تشنگی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں اور کتنے تہجد گزار ہیں جن کو اپنے تہجد سے بیداری کے علاوہ کچھ فائدہ نہیں۔ (دارمی)

روزے کا ثمرہ تقویٰ بتایا گیا ہے، جس کے معنی اصطلاح شریعت میں ہر قسم کی جسمانی، نفسانی اور دنیاوی لذائذ اور خواہشات سے جسم اور روح کو محفوظ رکھنے کے ہیں اور یہی روزہ کی حقیقت ہے۔

جسم کے ساتھ تکبیر اور حمد و ثنا بھی ہونا چاہیے۔ ہم عام طور پر سمجھتے ہیں کہ گناہ کے ارتکاب، نفسانی خواہش کی پیروی اور سرکشی و طغیان سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور برے بیہودہ کام، لغو باتیں روزہ کے منافی نہیں ہیں، مگر یہ خیال سراسر غلط ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

روزہ کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں ہے، بلکہ حقیقت میں برے اور لغو کام سے بچنے کا نام ہے۔ (حاکم، بیہقی) ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا، جو شخص روزہ کی حالت میں کذب و زور اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو کوئی ضرورت نہیں کہ اس کے لیے وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری)

پس اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ روزہ دار حقیقت میں نیکی اور بھلائی کا مجسمہ ہوتا ہے نہ تو وہ کسی کی غیبت کرتا ہے، اور نہ لغو، بیہودہ عمل کرتا ہے، نہ کذب و زور اور جہالت کے کاموں میں اپنے کو ملوث کرتا ہے، نہ نفسانی خواہش کی اتباع کرتا ہے بلکہ برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دیتا ہے۔

تراویح، تہجد اور قیام رمضان

تراویح یا تہجد یا قیام رمضان: تینوں ایک چیز ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابوذر رض والی لمبی حدیث اس دعوی کی روشن دلیل ہے۔ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے: حضرت ابوذر رض فرماتے ہیں کہ ہم

نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، آپ نے آخری عشرے کی تین راتوں میں ہم کو تراویح کی نماز (قیام لیل) اس طرح پڑھائی۔ پہلی رات میں اول شب میں ادا کی، یہانتک کہ تہائی رات گزر گئی۔ اور دوسری رات میں نصف شب تک پڑھائی۔ ہم نے بقیہ نصف شب بھی پڑھنے کی درخواست کی، آپ نے فرمایا جس نے امام کے ساتھ قیام کیا، اس نے پوری رات قیام کیا۔ تیسری رات میں آپ نے آخر شب میں گھر والوں کو جمع کیا اور سب کے ساتھ نماز (تراویح) پڑھی، یہانتک کہ ہم کو ڈر ہوا کہ سحری کا وقت ختم نہ ہو جائے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تراویح کو رات کے تینوں حصوں میں ادا فرمایا ہے۔ اور اس کا وقت عشاء کے بعد سے آخر رات تک اپنے عمل کے ذریعہ بتلا دیا۔ اب تہجد کے لیے کون سا وقت باقی رہا۔ پس تراویح اور تہجد کے ایک ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

تعداد رکعاتِ تراویح : تراویح کے سلسلہ میں سلف کے مختلف اقوال ہیں: چالیس، چھتیس، چونتیس، اٹھائیس، چوبیس، بیس، آٹھ۔ ان اقوال کو علامہ عینی وغیرہ نے بالتفصیل ذکر کیا ہے، لیکن صحیح احادیث سے صرف

یہی ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح بغیر وتر آٹھ رکعت اور وتر کے ساتھ گیارہ رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھا ہے، لہذا یہی سنتِ نبوی ہے۔ ہاں اگر کوئی آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے، چاہے بیس پڑھے یا چوبیس یا اٹھائیس یا چونتیس وغیرہ۔ آٹھ کے بعد یہ سب تعداد برابر ہے۔ بیس کی کوئی خصوصیت نہیں ہے جیسا کہ آجکل سمجھا جاتا ہے۔ اور نہ ہی یہ سنتِ عمری ہے جیسا کہ بعد میں آنے والے دلائل سے واضح ہو جائے گا۔

دلائل گیارہ رکعت تراویح مع وتر :

(۱) حضرت ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (تراویح) کیسی تھی، (یعنی کتنی رکعت پڑھتے تھے) تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں (تراویح) گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

(۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رمضان کے مہینہ میں آٹھ رکعت تراویح پڑھائی، پھر وتر پڑھی۔ (ابن حبان)

(۳) حضرت جابرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابی ابن کعب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھ سے رات

ایک کام سرزد ہوگیا۔ آپ نے فرمایا، کیا ہوا؟ عرض کیا میرے گھر چند عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھتیں (یعنی زیادہ یاد نہیں رکھتیں) لہٰذا ہم تمھارے ساتھ نماز پڑھیں گے اور قرآن سنیں گے، پس میں نے ان کو آٹھ رکعت تراویح پڑھائی اور وتر ادا کیا، تو آپ خاموش رہے اور یہ سنت رضا ہوگئی۔ (ابو یعلیٰ فی مسندہ)

(۴) حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھائیں۔ (موطا امام مالک)

بیس رکعت والی کوئی روایت اور اثر صحیح طور سے ثابت نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر علمائے حنفیہ نے بھی بیس رکعت والی مرفوع روایت کو ضعیف بتلایا ہے، اور گیارہ رکعت کو سنت اور اصل قرار دیا ہے۔ ہم ذیل میں علمائے احناف کے چند اقوال کو ذکر کر رہے ہیں تاکہ قارئین خود ہی فیصلہ کرلیں۔

۱۔ علامہ انور شاہ کشمیری کا بیان: فصح عنہ ثمان رکعات واما عشرون فھو عنہ علیہ السلام بسند ضعیف وعلی ضعفہ اتفاق

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت (بغیر وتر کے) صحیح ثابت ہیں، لیکن بیس رکعت تو یہ آپ سے ضعیف سند سے مروی ہے اور اس کے ضعف (کمزوری) پر اتفاق ہے۔ اور آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

اس بات کے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تراویح آٹھ رکعت تھی۔ اور کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپؐ نے رمضان میں نماز تراویح و تہجد الگ الگ پڑھی۔
(العرف الشذی تقریر ترمذی ۳۲۹)

۲۔ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں: وقد ثبت ان ذلک کان احد عشرۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ فاذن یکون علی اصول مشائخنا المسنون ثمانیۃ منها والمستحب اثنا عشرۃ۔

ترجمہ:۔ یہ ثابت ہو چکا کہ تراویح) وتر کے ساتھ گیارہ رکعت ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشؓ کی حدیث میں آیا ہے، تو اب ہمارے مشائخ حنفیہ کے اصول سے آٹھ رکعت سنت ہے اور (مزید) بارہ رکعت مستحب (بحرالرائق ۲/۲۱/۷۲)

۳۔ علامہ محمد بن عبدالقادر سندھی مدنی کا بیان: ابن عباسؓ سے وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت، اور وتر پڑھتے تھے۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ اس کے علاوہ صحیحین والی حضرت عائشہؓ کی روایت کردہ حدیث بھی اس کے خلاف ہے، لہذا اس سے ۲۰ بیس رکعت پر) دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔ (شرح ترمذی: ۱/۴۲۳)

۴۔ شیخ عبدالحق محدث حنفی دہلوی فرماتے ہیں: "بیس رکعت کی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، جیسا کہ آج کل رواج پڑ گیا۔ مگر ہاں ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے اور وہ ضعیف ہے، اور حضرت عائشہ والی حدیث اس کے معارض ہے اور وہ صحیح ہے۔ (فتح سر المنان)

۵۔ علامہ ابن عابدین شامی حنفی کا بیان: ان مقتضی الدلیل کون المسنون منها ثمانیة والباقی مستحبا۔

ترجمہ:۔ دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ آٹھ رکعت (تراویح) سنت ہے اور باقی مستحب ہے۔ (رد محتار شرح در مختار: ۱/۴۹۵)

۶۔ بانی دیوبند مولانا رشید احمد گنگوہی کا بیان: گیارہ رکعت تراویح سرور عالم ﷺ سے ثابت و موکد ہے" (رسالہ الحق الصریح)

۷۔ مولانا زکریا صاحب حنفی کاندھلوی کا بیان: اس میں شک نہیں کہ تراویح میں بیس رکعت کی عدد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً محدثین کے اصولی طریقہ پر ثابت نہیں ہے اور جو روایت ابن عباس بیس رکعت کے بارے میں آتی ہے، اس میں محدثین کے اصول کے پیش نظر کلام کیا گیا ہے۔ (یعنی اس کو معلول و مجروح قرار دیا گیا ہے) (اوجز المسالک شرح موطا امام مالک: ۱/۳۹)

۸۔ ملا علی قاری حنفی کا بیان ہے: "تراویح اصل میں گیارہ ہی

رکعت ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا ہے۔
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ : ۱/۱۱۵)

۹۔ مولانا محمد احسن نانوتوی حنفی رقمطراز ہیں: "اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیس رکعت نہیں پڑھی ہے بلکہ صرف آٹھ رکعت پڑھی ہے۔ (حاشیہ کنز الدقائق : ۳۶)

لیلۃ القدر : شبِ قدر وہ مبارک رات ہے جس میں خدا کا کلام نازل ہونا شروع ہوا۔ عزت وحرمت کی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، امن وسلامتی کی رات ہے جس میں عالم کیلیے امن وسلامتی کا پیغام اترا۔ اس رات میں جبرئیل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ دنیا میں امن وسلامتی لے کر تشریف لاتے ہیں۔ حدیثوں میں اس رات کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے شبِ قدر میں ایمان اور طلبِ ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے اگلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے (بخاری ومسلم)

لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس بابرکت رات میں رحمت الٰہی کا طلبگار ہو اور رحیم وکریم کے سامنے سرِ نیاز جھکا دے اور خشوع وخضوع سے یہ دعا پڑھے : اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي "۔ اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے اور درگزر کرنے

کو پسند کرتا ہے، پس میرے گناہوں سے درگذر فرما۔

شب قدر رمضان کے آخر عشرہ میں پانچ طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں خصوصیت اور غایت اہتمام کے ساتھ تسبیح وتقدیس، تکبیر و تہلیل، استغفار و ذکرالٰہی، تلاوت قرآن اور نفل نمازوں میں مشغول رہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے افضل ہے

عبادتِ الٰہی کی نیت سے مسجد میں اپنے کو مقید کرنا

اعتکاف: اعتکاف ہے اور یہ سنت موکدہ ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دیدی، پھر آپؐ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔ (بخاری و مسلم)

آدمی ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ جتنے دن چاہے اعتکاف کرسکتا ہے۔ مگر رمضان کے پورے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ ہے، اور جو شخص پورے عشرہ کا اعتکاف کرنا چاہتا ہو، اس کو چاہیے کہ بیسویں رمضان کو دن کے آخری حصہ میں آفتاب غروب ہونے سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچ جائے اور اکیسویں تاریخ کی رات

مسجد میں گزارے۔ اور مسجد کے جس گوشہ میں اس کے لیے اعتکاف کی
جگہ متعین کی گئی ہے، فجر کی نماز سے فارغ ہو کر جائے معینہ کو اختیار
کرلے۔ اعتکاف، مرد، عورت اور نابالغ بھی کر سکتے ہیں، مگر شادی
شدہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر سے اجازت حاصل
کرلے۔ اعتکاف اپنے شہر یا قصبہ کی جامع مسجد میں کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مسجد گر جانا یا

وہ امور جن سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا: مسجد سے زبردستی
نکال دیے جانا یا جان و مال کے خطرہ سے مسجد سے باہر نکل جانا، بشرطیکہ
معتکف دوسری مسجد میں فوراً چلا جائے۔ مسجد میں کسی دوسرے کو فروخت
کے وقت خرید و فروخت کی ہدایت کرنا، نکاح کرنا، عمدہ لباس پہننا
سر میں تیل لگانا، خوشبو استعمال کرنا، کوئی دوسرا کھانا لانے والا
نہ ہو تو خود گھر جا کر کھانا لانا، غسل جنابت کے لیے مسجد سے باہر جانا
پیشاب پاخانہ کے لیے قریب سے قریب جگہ جانا۔ اگر ایسی مسجد میں
اعتکاف کیا ہے جس میں جمعہ نہیں ہوتا تو جمعہ پڑھنے کے لیے دوسری
مسجد میں جانا، بشرطیکہ اتنا پہلے جائے کہ جمعہ سے پہلے چار رکعت
پڑھ سکے اور جمعہ کے بعد اتنا ٹھہرے کہ چار یا چھ رکعت پڑھ سکے۔

بیوی سے بوس و کنار اور صحبت کرنا۔

ممنوعاتِ اعتکاف: جنازہ اٹھانے یا جنازہ کی نماز پڑھنے

یا بیمار کی تیمارداری کے لیے مسجد سے نکلنا، ہاں اگر قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر گیا اور راستہ میں کوئی بیمار مل گیا تو چلتے چلتے اس سے حال پوچھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں، معتکف کے لیے سنت ہے کہ کسی بیمار کی عیادت نہ کرے اور نہ جنازے میں حاضر ہو اور نہ مباشرت و جماع کرے اور پیشاب اور پاخانے کی حاجت کے علاوہ کسی حاجت و ضرورت سے مسجد سے باہر نہ نکلے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ماہ مبارک میں ہم کو زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

•••

برائے مفت تقسیم

فہرست

۱۔	رمضان المبارک کے فضائل	۳
۲۔	مشکوک دن میں روزے کا حکم	۵
۳۔	روزہ کی نیت کا حکم	۶
۴۔	سحری کھانے کی فضیلت	۷
۵۔	سحری دیر سے کھانے کی مسنونیت	۷
۶۔	وقت پر ہی افطار کرنا۔	۸
۷۔	روزہ افطار کی دعا	۹
۸۔	روزہ افطار کرانے کا ثواب	۱۰
۹۔	روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہیئے۔	۱۰
۱۰۔	روزہ جن امور سے نہیں ٹوٹتا	۱۱
۱۱۔	روزہ جن امور سے ٹوٹ جاتا ہے۔	۱۲
۱۲۔	بیمار و مسافر اور حاملہ و مرضعہ کے لیئے رخصت	۱۳
۱۳۔	روزہ کا ثمرہ اور مقصد	۱۴
۱۴۔	تہجد یا تراویح یا قیام رمضان	۱۵
۱۵۔	تعداد رکعات تراویح	۱۶

سلفیہ ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

کی جانب سے شائع ہو کر تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقت شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیثِ قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا امام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنّت کون ؟
۱۵۔ اصلاح عقیدہ
۱۶۔ ثعبان محمّدی
۱۷۔ تحفۂ محمّدی
۱۸۔ برأتِ محمّدی
۱۹۔ تعویذِ محمّدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ وہم و رسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت و سنّت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات و رسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلافِ اُمّت کے اسباب اور انکا صحیح حل
۲۷۔ فضائل عشرۂ ذی الحجہ اور مسائل قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل و احکام
۳۰۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفل میلاد

ملنے کا پتہ
مکتبہ مسلم، بربرشاہ، سری نگر، کشمیر ۱۹۰۰۰۱

اپیل

دورِ حاضر میں دینی تعلیمی اداروں کی بقا اہلِ خیر اور ہمدردوں کے تعاون پر منحصر ہے خصوصاً ایسے ملک اور معاشرہ میں جہاں اسلامی ادارے کسی سرکاری سرپرستی اور مراعات سے محروم ہوں، صرف یہی تعاون ان کی شہ رگِ حیات کو تازہ رکھتا ہے۔ ملت کے لئے ان اداروں کی سرپرستی اور مالی تعاون ایک روایت نہیں بلکہ اہم ترین ملّی و دینی فریضہ ہے جس سے انحراف خودکشی کے مترادف ہے ہماری سینکڑوں سالہ ملّی و جماعتی تاریخ شاہد ہے کہ یہ ادارے اصحابِ خیر کے تعاون سے ہی دینی تعلیم و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ یہ پاکیزہ روایت آج بھی قائم ہے اور انشاء اللہ ملت و جماعت میں ایثار و تعاون کا یہ جذبہ آخیر تک برقرار رہے گا۔ سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموّں و کشمیر بھی وقت کا وہ اہم ترین قدم ہے۔ جو دین خالص کی بقا اور قرآن و سنّت کی تبلیغ و اشاعت کیلئے اٹھایا گیا ہے۔ یہ قدم آگے ہی بڑھتا رہے اور اس مقدس شمع کی روشنی دور اور نزدیک پھیلتی رہے۔ اس کے لئے آپ کو بھی ایثار و تعاون کا قدم بڑھانا ہے۔ آپ کے ہمقدم ہونے پر ہی یہ کارواں منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

والسّلام

سکریٹری

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ، ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ سری نگر کشمیر